بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ان مسائل کے بارہ میں

مسئلہ نمبر ① ہمارا اکثر تبلیغی جماعتوں کے ساتھ دیہاتوں میں جانا ہوتا ہے جہاں اکثر امام مسجد بریلوی مکتب فکر کے ہوتے ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔ اسمیں چند صورتیں ہیں۔

1. امام مسجد عالم ہے ظاہری شکل و صورت شریعت کے اعتبار سے ٹھیک ہے لیکن عقیدہ ہمارے گمان کے مطابق (جو کہ بریلوی حضرات کا ہوتا ہے) فاسد ہے۔

2. امام مسجد عالم ہے۔ لیکن شکل و صورت خلاف شرع اور عقیدہ فاسد ہے۔

3. امام مسجد عالم تو نہیں لیکن شکل و صورت شرعی اعتبار سے ٹھیک ہے اور عقیدہ فاسد ہے؟

4. امام مسجد عالم بھی نہیں ظاہری شکل و صورت بھی نہیں اور عقیدہ بھی فاسد ہے۔

5. امام مسجد عالم ہے یا نہیں ظاہری شکل و صورت ٹھیک ہے تو بریلوی لیکن اسکا ذہن نہیں پتہ چلتا کہ عقائد میں کیسا ہے۔

ان سب صورتوں میں ان کے پیچھے نمازیں پڑھنا کیسا ہے؟ اس حال میں کہ ہمارے ساتھ علماء کرام اور حفاظ بھی ہوتے ہیں۔ اور جو پڑھی ہوئی نمازیں ہیں وہ لوٹانی پڑینگی یا نہیں اگر لوٹائیں گے تو جو تکبیر اولیٰ کی رہ گئی وہ برقرار رہیگی یا نہیں۔

مسئلہ نمبر ② حیاتی اور مماتی عقیدے کا کیا مسئلہ ہے پورا عقیدہ جو صحیح اہل سنت والجماعت کا ہے بیان فرمائیں یا پھر ایسی کتاب بتلائیں جسمیں پوری تفصیل ہو نیز ہمارے علاقہ میں تمام دیوبندی مساجد کے آئمہ مماتی عقیدے کے ہیں انکے پیچھے نمازیں پڑھنا کیسا ہے۔ ~~ہم وہاں ......~~ وضاحت سے بتلائیں کئی علماء سے پوچھا انہوں نے ٹال دیا۔ بڑی پریشانی ہے۔

مسئلہ نمبر ③ زید اور بکر دونوں آپس میں گہرے دوست ہیں۔ کسی وجہ سے زید بکر سے ناراض ہو گیا اور قطع تعلق کرلی۔ بکر نے بڑی کوشش کی کہ صلح ہو جائے لیکن زید صلح نہ کرنے پر بضد رہا۔ پھر تنگ آ کر بکر نے بھی زید سے قطع تعلق کرلی۔ کیا بکر پر قطع تعلق

ہے کا گناہ ہوگا یا نہیں۔ ان دونوں میں سے بڑا جرم کون ہوگا
زید یا بکر۔ واضح رہے کہ بکر نے چاہا کہ صلح ہوجائے لیکن زید
نے نہیں چاہا۔ اس حال میں زید کا امامت کروانا اور بکر کا امامت
کرانا جائز ہے یا نہیں۔ اگر زید امامت کرواتا رہا۔ تو اس کی امامت
میں پڑھی گئی نمازوں کا کیا حکم ہے۔ اور اس کے خسر نے بکر کی امامت میں
پڑھی نمازوں کا کیا حکم ہے۔

المستفتی

محمد راشد [illegible]

(جواب منسلکہ اوراق پر ملاحظہ فرمائیں)

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) ـــــ سوال میں ذکر کردہ صورتوں میں یہ تفصیل ہے کہ وہ اہل بدعت جن کے عقائد کفر و شرک کی حد تک نہ پہونچے ہوں ان کے پیچھے اپنے اختیار سے نماز نہیں پڑھنی چاہیئے۔ البتہ اگر کسی ایسی مسجد میں جماعت کا وقت ہوگیا جہاں بدعتی امام مقرر ہے۔ اور اس کے علاوہ کسی صحیح العقیدہ امام کے پیچھے نماز پڑھنا کسی وجہ سے ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں اسی امام کے پیچھے نماز پڑھ لینا اکیلے نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور ایسے امام کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کو لوٹانا ضروری نہیں۔

ـــــ اور ایسے اہل بدعت جن کے عقائد کفر و شرک کی حد تک پہونچے ہوئے ہوں ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ لہٰذا اگر کسی نے غلطی سے ان کے پیچھے نماز پڑھ لی تو اسکی نماز نہ ہوگی اور اسکو اپنی نماز لوٹانا ضروری ہے

فی الدر المختار ص۵۵۹ ج۱

ویکرہ امامۃ عبد وأعرابی وفاسق واعمیٰ ومبتدع أی صاحب بدعۃ ـــ الی ان قال ـــ
وفی النہر عن المحیط صلّی خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعۃ الی ...... أفاد ان الصلوٰۃ خلفہما أولیٰ من الانفراد لکن لا ینال کما ینال خلف تقی ورع

فی رد المحتار ص۵۶۰ ج۱

بل مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراہۃ تقدیمہ کراہۃ تحریم لما ذکرنا ذلک۔

فی البحر الرائق مع المنحۃ ص۳۲۹-۳۲۸ ج۱

وکرہ امامۃ العبد والأعرابی والفاسق والمبتدع فالحاصل انہ یکرہ قال الرملی ذکر الحلبی فی شرح منیۃ المصلّی ان کراہۃ تقدیم الفاسق والمبتدع کراہۃ التحریم ..... وقیدہ فی المحیط والخلاصۃ والمجتبیٰ وغیرہا بان لا تکون بدعتہ تکفرہ فان کانت تکفرہ فالصلوٰۃ خلفہ لا تجوز وعبارۃ الخلاصۃ ہٰکذا

فی الحلبی الکبیریۃ (?) ص۸۴ ج۱

قال المرغینانی تجوز الصلوٰۃ خلف صاحب ہوی وبدعۃ الی ـــ وحاصلہ ان کان ہوی لا یکفر بہ صاحبہ تجوز الصلوٰۃ خلفہ مع الکراہۃ والا لا فقط۔ جاری ـــ

فی فتاوی قاضیخان علی ہامش الھندیۃ ص ۹۲/ ۱ج

واذا صلی الرجل خلف فاسق أو مبتدع یکون محرزاً ثواب الجماعۃ لما روینا من الحدیث لکن لاینال ثواب من یصلی خلف عالم تقی قال علیہ الصلوٰۃ والسلام: من صلی خلف عالم تقی کانما صلی خلف نبی من الانبیاء، کذا فی البدائع ص ۱۵۶/ ۱ج و قاضیخان ص ۹۲

(۲) تمام اہل السنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ اور آپکی یہ حیات دنیا کی سی ہے بغیر مکلف ہونے کے اور یہ حیات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور شہداء کے ساتھ خاص ہے۔ اور یہ حیات برزخی نہیں ہے جیساکہ عام انسانوں کو قبور میں حاصل ہے۔

چنانچہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ "انباء الاذکیاء بحیوٰۃ الانبیاء" میں صراحتاً لکھا ہے کہ علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء و شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی۔ اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اسکی دلیل ہے۔ کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔ لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے۔ اور اس معنٰی میں برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے۔ خلاصہ: المہند علی المفند ص ۳۸

مزید تفصیل کیلئے حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب دامت برکاتہم کی کتاب "تسکین الصدور فی احوال الموتی والقبور" اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی کتاب "حیات انبیاء کرام" کا مطالعہ فرمائیں۔

نیز جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہو اس کی اقتداء میں نماز جائز ہے بشرطیکہ اقتداء نہ کرنے کی کوئی اور وجہ نہ پائی جائے۔ اور اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازیں درست ہیں ان کو لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے (ماخذہ تبویب ۱۰۰/ ۶۶)

(۳) سوال میں مذکورہ صورت میں اگر زید نے بکر سے بغیر کسی شرعی وجہ کے ناراض ہوکر قطع تعلقی اختیار کرلی اور اسی پر برقرار رہا حتیٰ کہ بکر کی طرف سے صلح کی پیشکش آنے کے باوجود بھی قطع تعلقی پر برقرار رہا تو ایسی صورت میں قطع تعلقی کا گناہ زید پر ہوگا۔

واضح رہے کہ زید کی طرف سے قطع تعلقی کے باوجود بھی بکر کو شرعاً قطع تعلقی کرنا درست نہیں۔ کیونکہ افضل صلہ رحمی اسی کو کہتے ہیں کہ

جاری ــــ

دوسرے کی طرف سے قطع تعلقی کے باوجود اس سے تعلقات جوڑنے کی کوشش کی جائے جیساکہ حدیث میں آتا ہے ۔

اصل من قطعك ۔۔۔ الخ

یعنی جو تعلق توڑے اس سے جوڑو ۔

نیز اگر قطع تعلقی کسی شرعی وجہ سے ہو تب بھی دونوں کے لئے آپس میں حقوق واجبہ مثلاً سلام کا جواب دینا، عیادت مریض وغیرہ کو بحال رکھنا ضروری ہے ۔ اور اس میں کوتاہی کی وجہ سے دونوں گنہگار ہونگے ۔

اور زید اور بکر کی امامت میں پڑھی گئی نمازیں درست ہیں اس لیے انکو لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے ۔

وفی المشکوۃ ص ۴۲۷ ج ۲

عن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحل لرجل ان یھجر اخاہ فوق ثلث ثلاث لیال یلتقیان فیعرض ھذا و یعرض ھذا وخیرھما الذی یبدأ بالسلام متفق علیہ ۔

وفی المرقاۃ ص ۷۵۸ ج ۸

قال الطیبی عطف علی یلتقیان من حیث المعنی لما یفھم منھما أن ذلك الفعل لیس بخیر وتکلفہ بل تعسفہ لا یخفی والمعنی افضلھما فی طریق الاخلاق وحسن المعاشرۃ الذی یبدأ بالسلام ای ثم الذی یردہ وفیہ ایماء الی ان من لم یردہ لیس فیہ خیر اصلاً فیجوز ھجرانہ بل یجب لانہ لترك رد السلام صار فاسقاً ۔

وفی فتح الباری شرح البخاری ص ۴۹۶ ج ۱۰ تحت ھذا الحدیث

استدل بھذہ الاحادیث علی ان من اعرض عن اخیہ المسلم وامتنع من مکالمتہ والسلام علیہ اثم بذلك لان نفی الحل یثبت بہ التحریم ومرتکب التحریم آثم ۔

وفیہ ایضاً ص ۴۹۵ ج ۱۰

لابی داود بسند صحیح من حدیث ابی ھریرۃ جاری ہے

لدرهان مرت به ثلث فلقيه فليسلم عليه فان
رد عليه فقد اشتركا في الاجر وان لم يرد عليه
فقد باء بالاثم وخرج المسلم من الهجرة۔

وفي تكملة فتح الملهم ص ۳۵۴ / ج ۵

ان الهجران الممنوع هو ترك السلام والكلام
جميعاً فلو سلّم ثم اهتم بترك الكلام معه
حتى في مواضع الضرورة أو لم يجبه حينما خاطبه
لشيء كان ذلك من الهجران الممنوع۔
واما رد السلام فهو واجب على كل حال فمن تركه
ولو لليلة واحدة كان آثماً

وفيه ايضاً ص ۳۵۵ / ج ۵

وحاصل ذلك ان الهجران انما يحرم اذا كان
من جهة غضب نفساني اما اذا كان على وجه
التغليظ عن المعصية والفسق أو على وجه
التاديب كما وقع مع كعب بن مالك وصاحبيه
أو كما وقع لرسول الله صلى الله عليه وسلم مع
ازواجه أو لعائشة مع ابن الزبير رضي الله عنهم
فانه ليس من الهجران الممنوع۔ والله اعلم بالصواب

محمد نديم عباسي عفي عنه
دار الافتاء دار العلوم كراچی
۴/۴/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف عفی عنہ
۴ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح
بندہ عبد الرؤف سکھروی
دار الافتاء - دار العلوم کراچی ۱۴
۵-۴-۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح
محمد عبد المنان عفی عنہ
۴/۴/۱۴۲۳ھ

نائب مفتی جامعہ دار العلوم کراچی

دار الافتاء دار العلوم کراچی

نائب مفتی جامعہ دار العلوم کراچی